مسجد نبویؐ کی جدید تعمیر و توسیع اور آلِ سعود

تحریر: حضرت مولانا ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گزشتہ برس فضیلۃ الشیخ صالح عبدالرحمٰن الحصین حفظہ اللہ رئیس شئون المسجد الحرام والمسجد النبوی الشریف کی دعوت پر دیگر انیس رفقاء کرام کی معیت میں عمرہ کرنے اور حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دورے میں نقابت و ترجمانی کے فرائض راقم کو سونپے گئے۔ محترم میزبان نے مکہ مکرمہ میں امام مسجد حرام فضیلۃ الشیخ خالد الغامدی حفظہ اللہ سے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ کے امام فضیلۃ الشیخ صالح البرید حفظہ اللہ سے وفد کی ملاقات کا اہتمام بھی کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مسجد نبوی

زمین کے جس حصے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے مخصوص و متعین کر دیا جاتا ہے اسلامی اصطلاح میں وہ جگہ ''مسجد'' کہلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ روئے زمین پر سب سے بہترین جگہ مسجد اور بدترین جگہ بازار ہیں۔

اسلامی معاشرے کی اصلاح اور تعمیر و ترقی میں مسجد کا کردار سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ یہ مسجد ہی کا کردار تھا کہ عرب کے بدو اور اونٹوں کے چرواہے جو تہذیب و تمدن اور ترقی سے کوسوں دور تھے وہ مسجد کے ماحول اور رسول اکرم ﷺ کی عظیم روحانی تربیت کے نتیجے میں قوموں کے امام و پیشوا اور اس دور کی سپر پاور کے فاتح بن گئے۔ مسجد میں اجتماعی طور پر عبادت بجالانے سے اس میں باقاعدگی آتی ہے۔ تمام نسلی، خاندانی، قومی اور مالی امتیازات ختم ہو جاتے ہیں اور تمام چھوٹے بڑے، امیر و غریب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر مساوات انسانی کا سبق ہی حاصل نہیں کرتے بلکہ اس کا عملی مظاہرہ بھی سب کے سامنے آتا ہے۔ آپس میں اخوت و ہمدردی اور پابندی وقت کے علاوہ لوگ یہاں سے تنظیم و طاعت کا سبق بھی حاصل کرتے ہیں۔ انہی مساجد سے دینی علوم کی اشاعت اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی نشو و نما ہوتی ہے۔ الغرض اصلاح معاشرہ کیلئے

مسجد ایک بہترین اور موثر ذریعہ ہے۔ یہیں سے عوام کے اسلامی شعور کو جلا ملتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جب ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ؐ نے پہلی فرودگاہ ''قباء'' میں بھی مختصر قیام کے دوران ''مسجد'' کی بنیاد رکھی اور پھر مدینہ منورہ میں بھی اپنے مکانات اور قیام گاہوں کی تعمیر سے قبل آپ ؐ نے تعمیر مسجد ہی کو اولیت دی۔

چنانچہ مسجد نبوی ؐ کی اولین عمارت 35x30 میٹر تھی۔ بعد میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے مسجد تنگ پڑ گئی تو آنحضرت ﷺ نے اس کی توسیع کرائی اور اس کے بعد مسجد کا رقبہ 50x50 یعنی تقریباً 2500 مربع میٹر ہو گیا۔ اس طرح گویا خود نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کی اولین توسیع فرمائی۔ چونکہ مسجد کی توسیع رسول اکرم ﷺ کی سنت اور نیکی کا ایسا کام ہے جس کا اللہ کے ہاں اجر بھی عظیم ہے۔ اس لئے آپ ؐ کے بعد خلفاء اور مختلف زمانوں کے امراء اور حکمران بھی حسب ضرورت اس کام کو سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ آپ کے بعد امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم ؓ اور ان کے بعد امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ نے، ان کے بعد ولید بن عبدالملک اموی نے، ان کے بعد عباسی خلیفہ مھدی بن منصور نے، بعد ازاں سلطان قائتبائی نے اور پھر سلطان عبدالمجید عثمانی نے یہ کار خیر انجام دیا۔ عثمانی تعمیر و توسیع کے بعد موجودہ آل سعود برسر اقتدار آئے تو سب سے پہلے ملک عبدالعزیز ؒ نے، ان کے بعد ان کے فرزند شاہ فیصل ؒ نے اور ان کے بعد ان کے برادر شاہ خالد بن عبدالعزیز ؒ نے حالات وظروف کے مطابق مسجد نبوی ؐ کی خدمات انجام دیں۔

اس کے باوجود آئے دن حجاج کرام، معتمرین اور زائرین کی تعداد میں اضافے کی بناء پر مزید توسیع کی ضرورت محسوس کی گئی تو خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز ؒ نے نئے تعمیری و توسیعی منصوبے کی منظوری دیتے ہوئے ماہ صفر ۱۴۰۵ھ کو نئی توسیع کا سنگ بنیاد رکھا اور اگلے سال ماہ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ کو باقاعدہ طور پر تعمیری کام کا آغاز ہوا۔ مسلسل نو سال تک بھاری مشینری اور ہزاروں مزدوروں کی محنت و مشقت کے نتیجے میں ۱۴۱۴ھ کو یہ عظیم و بابرکت منصوبہ تکمیل کو پہنچا اور شاہ فہد ؒ نے اس مبارک منصوبے کی تکمیل کے موقع پر ۲۴ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۹۴ء بروز جمعہ کو آخری اینٹ اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ یہ اینٹ مسجد نبوی کے گیٹ نمبر 38 پر نصب ہے اور اس گیٹ کو نبی کریم ﷺ کے خادم اور مسجد نبوی کے اولین موذن سیدنا بلال ؓ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ عہد رسالت میں مدینہ منورہ کا جو شہر تھا

اب وہ سارے کا سارا مسجد نبوی کا حصہ بن چکا ہے۔ الحمدللہ! اس توسیع کیلئے مسجد نبویؐ کے اردگرد آباد لوگوں، ان کے مملوکہ رہائشی مکانات، دکانیں، ہوٹل اور مارکیٹیں انتہائی مہنگے داموں خرید کر اوران کے مالکوں کوراضی کر کے ایک لاکھ مربع میٹر سے زائد رقبہ مزید شامل کیا گیا۔ مسجد نبویؐ کی تاریخ میں یہ سب سے زیادہ اور بڑی توسیع ہے۔ اس توسیع میں 82000 مربع میٹر جگہ مسجد میں شامل کی گئی، اس طرح مسجد نبوی پہلے سے پانچ گنا مزید وسیع ہوگئی اور مسجد نبوی کا کل رقبہ 98500 مربع میٹر ہوگیا۔ اس سے قبل مسجد نبوی میں جہاں اٹھائیس ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے تھے اب مسجد کے تعمیر شدہ حصے کے اندر اڑھائی لاکھ نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد نبوی کی چھت کو انتہائی خوبصورت اور گرمی کے وقت ٹھنڈے رہنے والے پتھروں سے مزین کیا گیا ہے اور چھت کے اوپر نمازیوں کے نماز ادا کرنے کیلئے 67000 مربع میٹر جگہ تیار کی گئی ہے۔ مسجد نبوی کے چھت دار حصے اور چھت کے اوپر کے علاوہ تینوں اطراف میں بھی وسیع وعریض صاف ستھرے اور انتہائی خوبصورت صحن تیار کئے گئے ہیں۔ حج کے دنوں میں جب حجاج کرام اور زائرین کا رش اپنے عروج پر ہوتا ہے تو نمازیوں کی تعداد ایک ملین (دس لاکھ) تک پہنچ جاتی ہے۔

یہ وسیع وعظیم توسیع 2174 بلند و بالا، انتہائی دیدہ زیب اور خوبصورت ستونوں پر قائم ہے۔ یہ تمام ستون سفید سنگ مرمر کے ہیں اور ان پر بارہ بارہ تہیں اس انداز سے چسپاں کی گئی ہیں کہ یہ ستون پتھر کا ایک ہی ٹکڑا محسوس ہوتا ہے۔ ان ستونوں کیلئے سترہ ہزار ٹن ''کرارہ'' نامی پتھر خصوصی طور پر منگوایا گیا اور ان ستونوں پر مختلف پتھروں کی تہیں چڑھانے کیلئے پچیس ہزار پتھریلے غلاف منگوائے گئے۔

میناروں کی تعداد

اس جدید توسیع میں چھ بلند و بالا مینار بھی شامل ہیں اور ہر مینار ایک سو چار میٹر بلند ہے۔ تمام مینار ایک جیسے اور انتہائی حسین وجمیل ہیں۔ ہر مینار کے اوپر خوبصورت چاند نصب ہے۔ ہر چاند چھ میٹر بلند ہے اور ہر ایک کا وزن ساڑھے چار ٹن ہے۔ قبل ازیں مسجد نبویؐ کے چار مینار تھے اور اب کل دس ہوگئے ہیں۔

قبہ جات

اس جدید توسیع وتعمیر کی چھت والے حصے میں ستائیس قبے بھی تعمیر کئے گئے ہیں جنہیں بوقت

ضرورت اور تازہ ہوا کیلئے کھولا بھی جاسکتا ہے۔ ہر قبے کا وزن (80) ٹن ہے۔ ہر قبے کا اندرونی حصہ انتہائی خوبصورت ہے اور اس میں از حد قیمتی پتھر اور خاص قسم کی لکڑی استعمال کی گئی ہے۔ یہ قبے اپنی ضخامت اور وزن کے باوجود محض ایک منٹ میں کھولے جاسکتے ہیں اور اپنی جگہ سے ہٹائے جاسکتے ہیں اور اگر انسانی ہاتھوں سے دھکیلنے کی ضرورت ہو تو ایک قبے کو کھولنے اور اپنی جگہ سے سرکانے کیلئے آدھا گھنٹہ صرف ہوتا ہے۔

دروازے

مسجد نبوی کے کل 85 دروازے ہیں جو ساگوان کی اعلیٰ ترین انتہائی عمدہ لکڑی سے از حد خوبصورت اور دیدہ زیب ڈیزائن میں تیار کئے گئے ہیں۔ دروازوں اور کھڑکیوں کیلئے 1700 مکعب میٹر لکڑی استعمال ہوئی ہے۔ ان دروازوں کی تیاری میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ان میں لوہے کی ایک بھی کیل نہیں لگائی گئی بلکہ لکڑی کے ایک ٹکڑے کو دوسرے ٹکڑے کے اندر داخل کیا گیا ہے۔ ہر دروازے کا وزن اڑھائی ٹن ہے۔ دروازہ کو اس انداز سے نصب کیا گیا ہے کہ انہیں کھولنا اور بند کرنا از حد سہل ہے۔ یہ دروازے بہت بڑے بڑے اور وزنی ہیں تاہم انہیں اسی طرح آسانی سے کھولا اور بند کیا جاسکتا ہے جس طرح گھروں کے عام دروازے کھولے اور بند کئے جاتے ہیں۔ انہیں بوقت ضرورت ایک ہی آدمی کسی دوسرے کی معاونت کے بغیر آسانی سے بند کرسکتا ہے۔

وسعت

اس توسیع شدہ حصے میں اس کی ضخامت کے باوجود روشنی کا بہترین انتظام ہے۔ تمام دیواریں اندرونی اور بیرونی جوانب سے انتہائی خوبصورت اور مختلف النوع پتھروں سے مزین ہیں جو دیکھنے والوں کو از حد بھلی لگتی ہیں۔ جدید توسیع شدہ حصے کے نیچے تہہ خانے میں بڑے بڑے ہال تعمیر کئے گئے ہیں۔ تہہ خانے میں موجود ہالوں اور کمروں کی تعداد 44 ہے۔ ان میں ایئر کنڈیشنگ، لائٹنگ، ساؤنڈ سسٹم، سکیورٹی، صفائی کے عملے وغیرہ متعدد امور کیلئے حسب ضرورت کافی وافر دفاتر تعمیر کئے گئے ہیں۔ جدید توسیع کے باہر صحن میں نماز ادا کرنے کیلئے دو لاکھ پینتیس ہزار مربع میٹر رقبہ مہیا کیا گیا ہے۔ جس کے فرش میں گرمی کے وقت گرم نہ ہونے والے بلکہ ٹھنڈا رہنے والے پتھر استعمال کئے گئے ہیں تاکہ دن کے اوقات میں وہاں نماز ادا کرنے،

بیٹھنے اور چلنے پھرنے والوں کو پریشانی نہ ہو۔

پانی کی ٹھنڈک اور بجلی کے انتظامات

اس جدید توسیع میں مسجد نبوی میں نمازیوں کیلئے وافر مقدار میں پانی ٹھنڈا کرنے اور روشنی کیلئے بجلی کے وسیع ترین انتظامات کیے گئے ہیں۔ ان مقاصد کیلئے مسجد نبوی سے سات کلومیٹر دور دو لاکھ ستر ہزار مربع میٹر رقبے پر مطلوبہ مشینری نصب کر کے محفوظ انتظامات کیئے گئے ہیں۔ پھر زیر زمین سات کلومیٹر طویل سرنگ کے ذریعے بجلی کی تاریں اور ٹھنڈے پانی کی پائپ مسجد نبوی تک لا کر نیچے تہہ خانے میں مقررہ سٹوروں تک پہنچائے گئے ہیں۔ یہ سرنگ اندر سے چھ میٹر دس سینٹی میٹر چوڑی ہے اور چار میٹر دس سینٹی میٹر بلندی میں ہے۔ اس سرنگ میں نوے سینٹی میٹر گولائی پر محیط دو بڑے بڑے پائپ گزرتے ہیں۔ ایک پائپ میں ٹھنڈا پانی مسجد نبوی کی طرف آتا ہے اور دوسرے پائپ کے ذریعے مسجد نبوی کی طرف سے پانی ٹھنڈا ہونے کیلئے مرزکی طرف جاتا ہے۔ پانی کی یہ آمدورفت چوبیس گھنٹے جاری رہتی ہے۔ اس وسیع وعریض سرنگ کے اندر اکتیس کمرے تعمیر کیے گئے ہیں جن میں حسب ضرورت اشیاء سٹور کی گئی ہیں۔ تاکہ وہاں نگرانی اور دیگر امور سرانجام دینے والوں کو حصول اشیاء کیلئے دور دراز نہ جانا پڑے۔

کار پارکنگ

مسجد نبوی کے اس تہہ خانے میں دو منزلہ کار پارکنگ کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ پارکنگ کیلئے مختص رقبہ 3 لاکھ نوے ہزار مربع میٹر ہے جو مسجد نبوی کے جنوبی، شمالی اور مغربی اطراف میں ہے۔ قبلے یعنی جنوب کی طرف اس کا طول 550 میٹر، اسی طرح شمال کی جانب بھی 550 میٹر اور مغرب کی طرف 350 میٹر ہے۔ اس طرح یہ پارکنگ تین کلومیٹر مربع سے صرف ایک سو میٹر کم ہے۔ یہاں بیک وقت 4200 گاڑیاں پارک کی جاسکتی ہیں۔ ان تہہ خانوں میں اترنے کیلئے عام اور بجلی سے چلنے والی سیڑھیاں لگائی گئی ہیں۔ عمر رسیدہ اور معذور لوگوں کی سہولت کیلئے لفٹوں کی سہولت بھی موجود ہے۔ یہاں پر ناگہانی آتش زدگی وغیرہ سے نبرد آزما ہونے کیلئے آگ بجھانے کا خودکار سسٹم موجود ہے جو کسی حادثے کی صورت میں فوری طور پر آگ کنٹرول کر کے بجھانے اور نقصان سے بچانے میں معاون ہے۔

وضو خانے اور طہارت خانے

کار پارکنگ کی عمارتوں کے درمیان مختلف مقامات پر چار منزلہ وضو خانے اور طہارت خانے قائم کئے گئے ہیں جہاں مجموعی طور پر چھ ہزار ٹونٹیاں اور دو ہزار طہارت خانے موجود ہیں۔

بجلی کے نظام میں احتیاطی تدابیر

مسجد نبوی اور پارکنگ کی ضروریات کے مدنظر روشنی مہیا کرنے کیلئے بجلی کے متعدد مراکز ہیں۔ان میں سے دو تو مدینہ منورہ میں بجلی سپلائی کرنے والے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔اگر کسی وقت ان میں سے ایک نظام کسی وجہ سے معطل ہو جائے تو فوری طور پر اس کا متبادل سسٹم آن ہو کر بلا تعطل بجلی فراہم کر سکتا ہے اور اللہ نہ کرے اگر کسی بھی وجہ سے مذکورہ بالا دونوں سسٹم فیل ہو جائیں تو بطور احتیاط ایک تیسرا سسٹم بھی موجود ہے جو بلا تعطل بجلی مہیا کر سکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مزید احتیاط کے طور پر مسجد نبوی کے تہہ خانوں میں سینکڑوں کی تعداد میں بیٹریاں بھی رکھی گئی ہیں کہ اگر کسی بھی وجہ سے مذکورہ بالا تینوں سسٹم کام کرنا چھوڑ دیں تو ان بیٹریوں کے ذریعے روشنی اور سپیکر کا نظام چلتا رہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع اور وسیع حفاظتی انتظامات اپنی مثال آپ ہیں۔یہ سب خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ کی نہ صرف دین اسلام سے محبت بلکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غایت درجہ انس و محبت کا اظہار ہے۔شاہ فہد سے قبل تمام سعودی فرمان رواؤں کو جلالۃ الملک (عظیم المرتبت بادشاہ) کا لقب دیا جاتا تھا۔ اس لقب میں دنیا داری کی جھلک نظر آتی تھی۔مگر شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ نے اپنے لئے اس کی بجائے انتہائی عاجزانہ مگر انتہائی قابل فخر لقب ''خادم الحرمین الشریفین'' اختیار کیا کہ میں عظیم المرتبت بادشاہ کہلوانے کی بجائے حرمین شریفین کا خادم کہلوانے میں زیادہ عزت محسوس کرتا ہوں۔شاہ فہدؒ نے مسجد نبوی کے ساتھ ساتھ مسجد حرام کی توسیع و تزئین میں بھی خصوصی دلچسپی لی اور تمام قدیم مساجد کو جدید تعمیر پر نئے سرے سے تعمیر کرایا اور ان میں نمازیوں کیلئے تمام مطلوبہ سہولتیں مہیا کیں اور ان خدمات کیلئے سرکاری اور ذاتی خزانوں کے منہ کھول دیئے۔شاہ فہدؒ کی اسلامی و دینی خدمات اس قدر عظیم ہیں کہ ایک مضمون میں ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔دعا ہے کہ اللہ کریم حرمین شریفین کی خدمت کرنے والے تمام قدیم و جدید اور موجودہ حضرات کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کی میزان حسنات میں جمع فرمائے۔آمین

مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری راہبری کا سوال ہے……

مصر کی صورتحال دینی تحریکوں کیلئے سبق آموز ہے

سازشوں کا واویلا کرنے کے بجائے حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جانا چاہیے

اخوان حکومت اور اخوان قیادت اور کارکنان کی مظلومیت کا رونا رویا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کا کوئی فائدہ ہو

سوال یہ ہے کہ اخوانی قیادت اپنی حکومت کو مستحکم کیوں نہ کر سکی؟ ناکامی کو غیروں کی سازش کے کھاتے میں ڈال دینا اپنی پاکدامنی کا اعلان ہے

اخوان کے منہج، ترجیحات اور طریقہ کار میں ایسی کمزوریاں ضرور تھیں جو اسلامی مقاصد کے حصول میں رکاوٹ ہیں

عصر حاضر میں مستحکم اسلامی انقلاب کی مثال شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریک ہے جہاں عقیدہ توحید پر کوئی سمجھوتہ یا مداہنت نظر نہیں آتی

اخوان ہوں یا طالبان اگر وہ شیخ نجدی رحمہ اللہ تحریک کے آئینے میں اپنی ناکامیوں کا جائزہ لیں تو درست منہج کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں

معاشرے کو اسلامی رنگ میں رنگے بغیر اور تمام سرکاری اداروں میں نفوذ حاصل کیے بغیر دور حاضر میں مستحکم اسلامی حکومت قائم نہیں ہو سکتی

مصر کی فوج نے معروف اسلامی تحریک الاخوان المسلمین کی جمہوریت کے راستے سے قائم کردہ حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ردعمل میں ہونے والے احتجاج کو بزور طاقت کچلنے کی کوشش کی، اسی کوشش میں تین

ہزار سے زائد لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یقیناً مصر کی فوجی قیادت کے یہ اقدامات انتہائی مذمت کے قابل ہیں، یہ نہ صرف غیر جمہوری بلکہ غیر اخلاقی اور غیر انسانی بھی ہیں، ملکی آئین کے مطابق فوج کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تھا اور ہر صورت میں بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ یقینی بنانا چاہیے تھا لیکن ظاہر ہے ایسا نہیں ہوا۔ مصر کی اس ساری صورتحال میں اخوان حکومت اور اخوانی قیادت اور کارکنان کی مظلومیت کا رونا رویا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کا کوئی فائدہ ہو، اسی طرح یہ بھی بہت آسان ہے کہ مصر کی اخوان حکومت کو ہر اعتبار سے پاک صاف قرار دے کر حکومت سے بے دخل کیے جانے کی اس ناکامی کو یہود و نصاریٰ اور ان کے ایجنٹوں کی سازشوں کے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔

سازشوں کا واویلا کرنا تو ویسے بھی بالخصوص ہمارے ملک کی دینی جماعتوں کا خاص مشغلہ ہے، ہماری تقریباً ہر ناکامی ہی غیروں کی سازشوں کا نتیجہ ہوتی ہے کیونکہ ہم خود تو اتنے باصلاحیت اور مخلص ہیں کہ غلطی کا ارتکاب ہم سے ہو ہی نہیں سکتا۔ مصر کی صورتحال دنیا بھر کی دینی تحریکوں کیلئے سبق آموز ہے۔ کیا محض اقتدار کا حصول دینی تحریکوں کی منزل ہے؟ اگر یہی منزل ہے تو مصر میں منزل حاصل ہو گئی تھی اگر یہ اسلامی انقلاب تھا تو مصر کے مسلمانوں کو اس انقلاب کے ثمرات کس قدر مل سکے؟

مصر میں کس قدر اللہ کی توحید کی سربلندی ہوئی؟ کس قدر اسلامی رہن سہن اور رسم و رواج کی اشاعت ہو سکی؟ مصری معاشرے میں کس حد تک پذیرائی ملی؟ معیشت کو سود سے اور معاشرت کو بے حیائی سے پاک کرنے میں کس حد تک کامیابی ملی؟ بظاہر ان تمام سوالوں کا جواب مایوس کن ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زیر بحث اسلامی تحریک کے منہج پر ترجیحات اور طریقہ کار میں ایسا نقص اور کمزوری ضرور تھی جو اسلامی مقاصد کے حصول میں رکاوٹ بنی۔

اگر اخوان کی اس ناکامی کو غیروں کی سازش کے کھاتے میں ڈالا جائے تو پھر تجزیے کرنے اور اپنے گریبان میں جھانکنے کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔ غزوہ احد اور غزوہ حنین میں اٹھائے جانے والے نقصانات پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان کی کوتاہیوں کی طرف متوجہ کیا۔ موجودہ حالات میں قرآن وسنت کے مطابق طرز عمل بھی یہی ہے کہ اپنی کوتاہیوں اور نقائص کو جانا جائے اور ان کی اصلاح کر کے اپنی جدوجہد کو طاقتور بنایا جائے، عصر حاضر میں کامیاب اسلامی انقلاب کی مثال شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی تحریک ہے جس سے

ہمیں اسلامی عقائد اور اعمال پر سختی سے عمل نظر آتا ہے جہاں عقیدہ توحید میں کوئی سمجھوتہ نہیں، کوئی مداہنت نہیں۔ جہاں فرقہ واریت سے بالاتر ہوکر قرآن وسنت پر عمل نظر آتا ہے طالبان ہوں یا اخوان اگر شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریک کے آئینہ میں اپنی ناکامیوں کا جائزہ لیں تو یقیناً صحیح منہج کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ مصر کی صورتحال سے یہ سبق بھی لیا جانا چاہیے کہ معاشرے کو اسلامی رنگ میں رنگے بغیر تمام سرکاری اداروں میں نفوذ حاصل کیے بغیر اقتدار بھی حاصل ہو جائے تو مستحکم اسلامی حکومت قائم نہیں ہوسکتی۔

روس کی سعودی عرب پر چڑھائی کی دھمکی

ایران اور شام کو روس کی ملحد حکومت کی سرپرستی حاصل ہے

روسی صدر ولادی میر پوٹن نے سعودی عرب پر چڑھائی کرنے کی دھمکی دے دی ہے، روسی صدر نے روسی افواج کو شام پر مغربی ممالک کے حملوں کی صورت میں سعودی عرب پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا ہے، اس سلسلے میں روسی افواج کو ارجنٹ میمورنڈم بھی جاری کیا گیا ہے۔ روس کی ملحد حکومت کی گستاخانہ دیدہ دلیری کو ایران اور شام کی سرپرستی حاصل ہے، ایران سعودی عرب کے مقابلے میں روس کے اقدام کی حمایت کرتا ہے، سعودی عرب کو غیر مستحکم کرنے اور عرب ممالک میں شورش برپا کرنے میں ایرانی حکومت اور ایرانی ایجنسیوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ بارہا دفعہ ایرانی جاسوس

سعودی عرب میں جاسوسی کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں سعودی عرب کو دی جانے والی روسی صدر پوٹن کی دھمکی کو ایران اور شامی افواج کی حمایت اور بھرپور تائید حاصل ہے۔ (بشکریہ: پندرہ روزہ ''حدیبیہ'' کراچی)

پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی کو صدمہ ان کی اہلیہ محترمہ وفات پاگئیں

مورخہ 26 اگست بروز سوموار پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحومہ نیک اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ نماز جنازہ پروفیسر ثناء اللہ خان نے لاہور میں پڑھائی۔ جہلم سے رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔